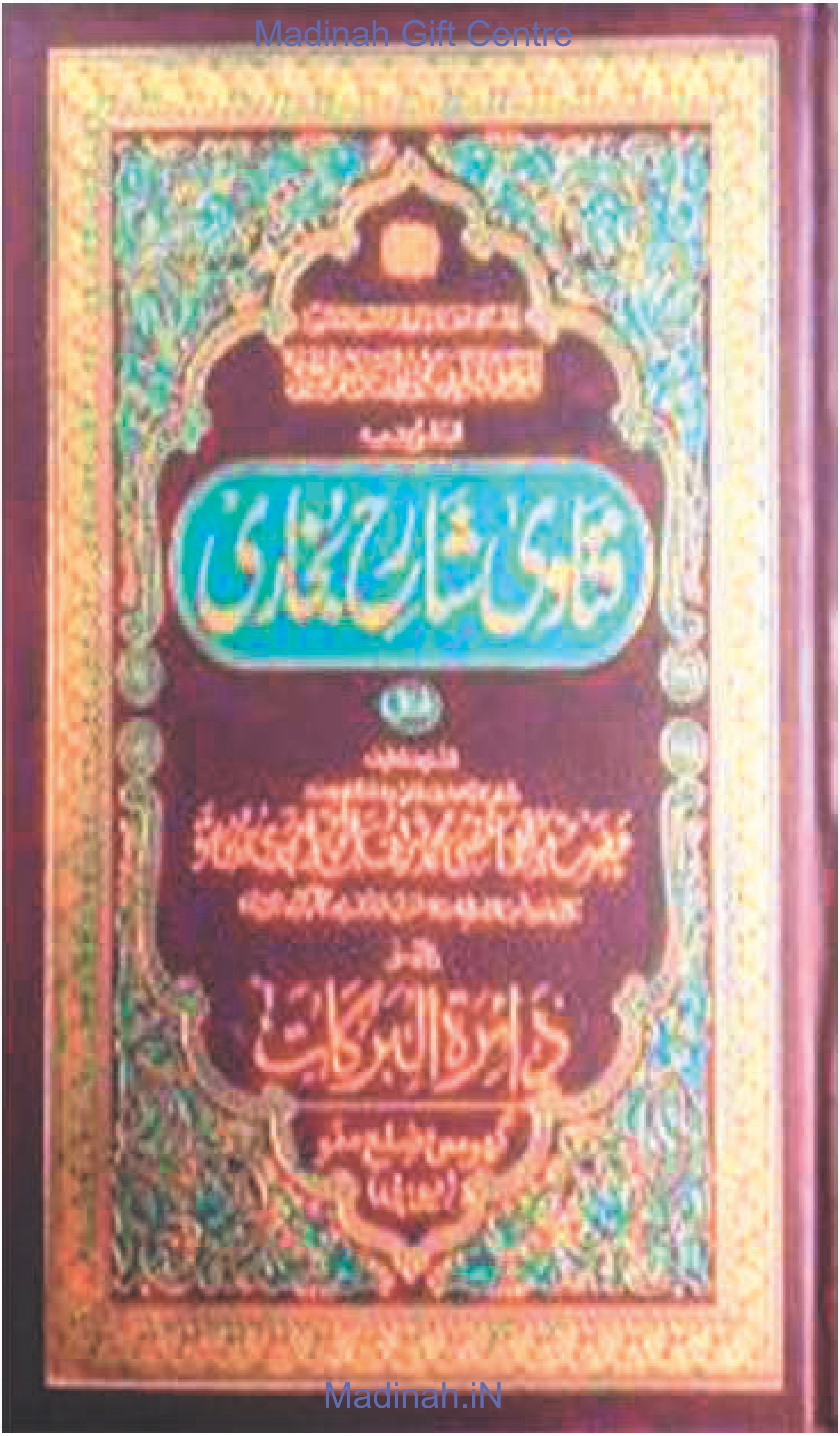

فتاویٰ شارح بخاری
دائرۃ البرکات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْن. (القرآن الحکیم)
تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمھیں علم ہو۔ (کنز الایمان)

المواهب الالهية في الفتاوى الشريفية

المعروف بہ

فتاویٰ شارح بخاری

جلد اول

تصنیف لطیف

شارح بخاری فقیہ اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی قدس سرہ
سابق صدر شعبۂ افتا الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ (یوپی)

ترتیب

مولانا مفتی محمد نسیم مصباحی استاذ و مفتی الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور

ناشر

دائرۃ البرکات، گھوسی، ضلع مئو

کتاب: المواہب الالٰہیۃ فی الفتاوی الشریفیۃ
المعروف بہ فتاویٰ شارح بخاری
تصنیف: فقیہ اعظم ہند شارح بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی قدس سرہ
سابق صدر شعبۂ افتا الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ
ترتیب و تحقیق، تصحیح: مفتی محمد نسیم مصباحی استاذ و مفتی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور
تخریج: مولانا محمد سلیم بریلوی، مولانا محمود علی مشاہدی
پروف ریڈنگ: مولانا عبد المبین نعمانی، مولانا عرش محمد خاں صاحب
مفتی کہف الوریٰ مصباحی، مولوی محمد فاروق رضوی
کمپوزنگ: مہتاب پیامیؔ، پیامی کمپوٹر گرافکس، مبارک پور، اعظم گڑھ
سن اشاعت: بار اول، محرم الحرام ۱۴۳۳ھ/ دسمبر ۲۰۱۱ء
تعداد: ۱۱۰۰
ناشر: دائرۃ البرکات، کریم الدین پور، گھوسی ضلع مئو

ملنے کے پتے

① دائرۃ البرکات، کریم الدین پور، گھوسی، ضلع مئو
② مجلس برکات، الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ
③ المجمع الاسلامی، ملت نگر، مبارک پور، اعظم گڑھ
④ حق اکیڈمی، مبارک پور، اعظم گڑھ
⑤ رضوی کتاب گھر ۴۲۳ مٹیا محل، جامع مسجد دہلی ۶
⑥ کتب خانہ امجدیہ ۴۲۵ مٹیا محل، جامع مسجد دہلی ۶
⑦ فاروقیہ بک ڈپو ۴۲۲/۷ مٹیا محل، جامع مسجد دہلی ۶
⑧ اسلامی پبلشر، گلی سروتہ والی مٹیا محل جامع مسجد دہلی

یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ مار سکتا ہے، صحیح ہے

مسئولہ محمد عباس انصاری، جلال پور، گنگٹھی، ویشالی، بہار، ۸؍جولائی ۱۹۸۹ء

مسئلہ زید نے دورانِ تقریر کہا کہ اللہ مار سکتا ہے، اور مردے کو زندہ کر سکتا ہے۔ اس پر بکر جو اس علاقے کے مشہور و معروف عالم متشرع ہستی ہے، انھوں نے کہا کہ مولانا صاحب، لفظ ''سکنا'' کا اللہ کے لیے استعمال کرنا خلافِ ادب ہے توبہ کرلو، ان کے کہنے پر وہاں توبہ کرلی۔ جب زید جس بستی میں مقیم ہے وہاں کے لوگوں کے علم ہونے پر لوگوں نے دریافت کیا تو زید کہتا ہے کہ لفظ ''سکنا'' اللہ کے لیے خلافِ ادب نہیں ہے، وہاں لوگوں کے ڈر سے توبہ کرلیا تھا۔ کیا زید کا قول صحیح ہے؟ اگر غلط ہے تو ان کے اوپر شرعی کیا حکم ہے، ان کی امامت درست ہے کہ نہیں؟

الجواب

یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ مار سکتا ہے، صحیح ہے، اس میں اللہ عز وجل کی کوئی بے ادبی نہیں، یہ قادر ہونے کی تعبیر ہے۔ زید کے پیچھے نماز پڑھنا بلاشبہہ جائز و درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اللہ تعالیٰ کے لیے جسم ماننا کفر ہے۔

یہ کہنا کیسا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے؟

مسئولہ: حافظ غلام رسول، پنواڑی، ضلع ہمیر پور، یو. پی. ۲۰؍شعبان المعظم ۱۴۱۱ھ

مسئلہ (۱) جو شخص باریِ تعالیٰ کو جسم کے ساتھ ہر جگہ مانے، اس کے لیے شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۲) جو شخص باریِ تعالیٰ کے لیے ہاتھ پاؤں تسلیم کرے، اس کے لیے کیا حکم ہے؟

(۳) باریِ تعالیٰ کے ہر جگہ موجود ہونے کا کیا مطلب ہے؟ بینوا وتوجروا؟

الجواب

(۱) ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر و مرتد اور اسلام سے خارج ہے، وہ مسلمان نہیں۔ حدیقہ ندیہ شرح طریقۂ محمدیہ میں ہے کہ اگر کسی نے یہ کہا: ''نہ مکانی ز تو خالی نہ تو در ہیچ مکانی، فہذا کفر۔''[1] اللہ عز و جل جسم سے پاک ہے، اس لیے کہ ہر جسم مرکب ہوتا ہے اور ہر مرکب حادث، کیوں کہ ہر مرکب پر ان اجزا کا تقدم ضروری ہے جن سے وہ مرکب ہے۔ اور اللہ عز و جل کو حادث ماننا یا ایسا قول کرنا جس سے اس کا حادث ہونا لازم آئے، کفر ہے۔ اس لیے کہ حادث کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ پہلے موجود نہیں تھا معدوم تھا، پھر وہ موجود ہوا، حالاں کہ اللہ عز و جل قدیم

[1] حدیقہ ندیہ، ج:۱، ص:۲۰۵

ازلی ہے۔نہ وہ کبھی معدوم رہا اور نہ کبھی معدوم ہوگا۔وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔اسی طرح اللہ تعالیٰ کو جگہ میں موجود ماننا کفر ہے، اس لیے کہ جگہ اسے گھیرے رہتی ہے جو چیز جگہ میں رہتی ہے اور اللہ تعالیٰ کو کوئی چیز گھیر نہیں سکتی، وہ ہر شے کو محیط ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا گیا: ”وَ کَانَ اللّٰهُ بِکُلِّ شَئٍ مُّحِيطًا.“[۱]

واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲ یہ شخص گم راہ بد دین ہے اور اگر ہمارے جیسا ہاتھ پاؤں مانتا ہو تو وہ کافر مرتد، مسلمان نہیں، اس لیے ہاتھ پاؤں جسم کے اجزا ہیں اور ابھی گزر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے اور قرآن وحدیث میں ”ید“ اور ”رجل“ کا جو اطلاق آیا ہے، یہ متشابہات میں سے ہے، اس کے حقیقی معنی اللہ عزوجل جانے یا اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جانیں۔علما نے اس کی تعبیر قدرت سے کی ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اس کا اطلاق باریِ تعالیٰ پر صحیح نہیں۔خصوصاً دوسری زبان میں اس کا جو ترجمہ ہے اس کا اطلاق اور بھی شنیع حتیٰ کہ عالم گیری میں فرمایا: ”لو قال فلان فی عینی کالیهود فی عین اللّٰه یکفر و علیه جمهور المشائخ.“[۲] اس کلمہ کے کفر ہونے کی وجہ یہی ہے کہ اس قائل نے اللہ عزوجل کے لیے ہماری آنکھ جیسی آنکھ ثابت کی۔

۳ یہ کہنا کہ باریِ تعالیٰ ہر جگہ موجود، کلمۂ کفر ہے جیسا کہ حدیقہ ندیہ کے حوالے سے گزرا۔اس جملے کے بولنے سے بچنا فرض ہے کہ جب جگہ میں موجود مانا تو لازم آئے گا کہ باریِ تعالیٰ محدود اور متناہی ہے کہ جگہ اس کو گھیرے ہوئے ہے، حالاں کہ عزوجل کی شان یہ ہے کہ وہ غیر محدود، غیر متناہی ہے۔اس مضمون کو یوں ادا کرنا چاہیے کہ باریِ تعالیٰ شہید ہے، وہ ہر چیز کو محیط ہے، اس کو کوئی چیز محیط نہیں ہوسکتی۔جگہ کے اطلاق سے بچنا فرض ہے۔اس عقیدے کا مطلب یہ ہے کہ باریِ تعالیٰ ہر چیز کو محیط ہے اور اس کے لیے کوئی چیز محیط نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

اللہ تعالیٰ کے لیے ”رب الارباب“ کا اطلاق درست ہے یا نہیں؟

مسئولہ: حافظ وقاری سید نسیم الدین رضوی، ہاسن، کرناٹک

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلۂ ذیل میں کہ خداوند قدوس کے لیے ”رب الارباب“ کا لفظ استعمال کرنا درست ہے یا نہیں، نیز جو شخص اسے شرک بتائے اس کے لیے کیا حکم ہے؟

الجواب

جہاں تک اس وقت میرا ذہن کام کر رہا ہے ”رب الارباب“ کا لفظ قرآن وحدیث میں وارد نہیں، ہوسکتا ہے وارد ہو میری نظر وہاں تک نہ پہنچی ہو۔حدیث کی ساری کتابیں یہاں موجود نہیں اور جو موجود ہیں ان سب کا

---

[۱] قرآن مجید، سورۃ النساء، آیت:۱۲۶، پ:۵

[۲] فتاویٰ هندیه، ج:۲، ص:۲۵۸، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، مکتبہ زکریا۔

مطالعہ میں نہیں کر سکا اور جو مطالعہ کر سکا ہوں وہ سب ہر وقت مستحضر نہیں اور نہ یاد پڑتا ہے کہ علما نے اس کا اطلاق کیا ہے یا نہیں۔ لیکن اللہ عز وجل پر اس کے اطلاق میں کوئی حرج نہیں، شرک تو بہت دور ہے، ناجائز ہونے کی بھی کوئی وجہ میری سمجھ میں نہیں آتی۔ جس نے اسے شرک کہا، اس بنا پر کہا کہ اُس کا گمان یہ ہے کہ رب کا اطلاق غیر خدا پر جائز نہیں اور رب الارباب کا مطلب یہ ہوا کہ حقیقت میں بہت سے رب ہیں اللہ عز وجل کے علاوہ تو یہ شرک ہوا کہ اللہ عز وجل کے غیر کو رب مانا۔ لیکن قرآن واحادیث میں رب کا اطلاق اضافت کے ساتھ غیرِ خدا پر وارد ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا قول مذکور ہے:

”اِنَّهُ رَبِّیۡۤ اَحۡسَنَ مَثۡوَایَ.“[1] وہ (عزیزِ مصر) تو میرا رب یعنی پرورش کرنے والا ہے، اس نے مجھے اچھی طرح رکھا۔

اور فرمایا: ”اُذۡكُرۡنِیۡ عِنۡدَ رَبِّكَ.“[2] اپنے رب (بادشاہ) کے پاس میرا ذکر کرنا۔

اور فرمایا: ”اِرۡجِعۡ اِلٰی رَبِّكَ.“[3] اپنے رب (بادشاہ) کے پاس پلٹ جا۔

ان تینوں آیتوں میں سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مراد رب سے بادشاہِ مصر ہے۔ یہاں رب بمعنی مجازی ہے۔ اس لحاظ سے رب الارباب کہنے میں کوئی حرج نہیں، جو شخص اسے شرک کہے وہ خاطی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اللہ تعالیٰ کے لیے ”فرماتے ہیں“ استعمال کرنا کیسا ہے؟

مسئولہ: بشیر احمد قادری، سلطانیہ مسجد، کاروار، کرناٹک، ۲۴؍ ربیع الاول ۱۴۱۴ھ

مسئلہ ① اللہ تعالیٰ کے لیے لفظ ”فرماتے ہیں“ استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

② سنی علما کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لیے لفظ ”فرماتے ہیں“ استعمال جائز نہیں، مگر سنی علما کی کتابوں میں بہت جگہ اللہ تعالیٰ کے لیے لفظ ”فرماتے ہیں“ استعمال ہے، کیا یہ کتابیں پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب

① بہ نیت تعظیم درست ہے، لیکن احتیاط اس میں ہے کہ بہ ہمہ وجوہ اس کی شانِ یکتائی ظاہر کرنے کے لیے واحد کا صیغہ استعمال کیا جائے۔ یہی مسلمانوں میں رائج ہے۔ مسلمانوں میں جو طریقہ رائج ہوا اور اس میں کوئی شرعی خرابی نہ ہو اس کے خلاف کرنا شورش پھیلانا ہے۔ اس لیے ”اللہ عز وجل فرماتے ہیں“ کہنے سے احتراز چاہیے۔ دیوبندی اکابر واحد کا صیغہ استعمال کرتے تھے۔ اصاغر نے مسلمانوں میں شورش پھیلانے کے لیے جمع کا صیغہ استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔ اہلِ سنت کو اس سے احتراز چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

[1] قرآن مجید، سورۃ یوسف، آیت: ۲۳، پ: ۱۲

[2] قرآن مجید، سورۃ یوسف، آیت: ۴۲، پ: ۱۲

[3] قرآن مجید، سورۃ یوسف، آیت: ۵۰، پ: ۱۲

۲ جس نے اسے ناجائز کہا، یہ وہ جانے اور جہاں تک مجھے معلوم ہے، کسی سنی عالم کی کسی کتاب میں "اللہ عزوجل فرماتے ہیں" نہیں ہے، ہاں نئے دیوبندیوں کی کتابوں میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ایک شعر کی توضیح

مسئولہ: مولانا نورالدین قادری، مدرسہ اسلامیہ نورالعلوم، دوباری اعظم گڑھ، یوپی، ۴ محرم ۱۴۱۸ھ

مسئلہ ۱ ایک شخص جس کی برائے نام اردو تعلیم ہے، اس نے میلادِ پاک میں کہا کہ ؎

محمد سے صفت پوچھو خدا کی　　خدا سے پوچھیے شانِ محمد

مطلب بیان کیا کہ اللہ کی توصیف، بڑائی، حمد وثنا مکمل رسول ہی بیان کر سکتے ہیں، کیا یہ ممکن ہے کہ یہ ہو سکے اور کہنا جائز ہے۔ نفی واثبات میں جواب دیں۔

۲ دوبارہ میلادِ رسول کی محفل میں کہا کہ صاحبِ قرآن اللہ ہے۔ یہ کہاں تک درست ہے۔ مندرجہ بالا سوال میں اگر اس شخص کا یہی عقیدہ ہے جو قلم بند ہے تو اس کے ساتھ شرعی حکم کیا ہے۔ کیا صاحبِ قرآن اللہ ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟

الجواب

۱ اللہ عزوجل کی ذات وصفات غیر متناہی ہیں۔ ان سب کا بیان کرنا کسی بندے کی قدرت میں نہیں حتی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسعت میں بھی نہیں۔ خود ارشاد فرمایا: "لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک." "میں تیری ایسی تعریف نہیں کر سکتا ہوں جیسی تو نے خود کی۔ مگر کبھی کبھی مکمل بول کر یہ مراد ہوتا ہے کہ جتنے پر بندوں کی قدرت ہو۔ جیسے اردو میں بولتے ہیں، فلاں عالم کامل ہے۔ حالاں کہ وہ کل علم تو بڑی بات ہے، کسی علم کو بھی مکمل حاصل کیے ہوئے نہیں رہتا۔ ہماری بول چال میں کامل، مکمل کے یہی معنی ہیں اور لوگوں کے کلام کے وہی معنی مراد لیے جائیں گے جو ان کا عرف ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲ اللہ عزوجل کو صاحبِ قرآن کہنے میں کوئی حرج نہیں۔ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فرمایا:

اے رضا خود صاحبِ قرآں ہے مداحِ حضور

صاحب کی اضافت جب کسی کتاب کی طرف ہوتی ہے تو اس سے مراد کتاب کا مصنف ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے صاحبِ قرآں صرف اللہ عزوجل ہے اور اس معنی کے لحاظ سے کہ قرآن مجید حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے، حضور کو صاحبِ قرآن کہنے میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا اللہ کے سوا کوئی اور حامی وناصر ہے؟

مسئولہ: منا انصاری چائے والے، مقام و پوسٹ دھانے پور، ضلع گونڈہ، ۲۳ / ذوالحجہ ۱۴۰۷ھ

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے اہلِ سنت:

(۱) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے: جب کوئی پریشان ہو یا پریشانی آئے، یا گھر میں آگ لگی ہو یا دشمن کے گھیرے میں ہوں، یا کشتی دریا میں ڈوب رہی ہو تو اس وقت کس کو پکارنے کا حکم آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، اللہ کو یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کو یا کسی صحابی کو یا کسی بزرگانِ دین یا مرشدین کو؟

(۲) کیا اللہ کے سوا اور کوئی حامی ہم لوگوں کا ہے یا نہیں؟

تمام سوالات کے جوابات قرآن وحدیث کی روشنی میں دیں۔

الجواب

(۱) بخاری ومسلم شریف وغیرہ میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اعطیت بمفاتیح خزائن الارض." [۱] مجھے زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں دی گئیں۔

مسند امام احمد بن حنبل میں ہے: "اوتیت بمقالید الدنیا." [۲] مجھے دنیا کی تمام کنجیاں دی گئیں۔

اسی بنا پر علامہ ابن حجر مکی نے جوہر منظم میں فرمایا:

"وهو صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم خلیفة اللّٰه الاعظم جعل خزائن کرمه ومواعد نعمه طوع یدیه وارادته ویعطی منهما من یشاء." [۳]

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللہ کے نائب اکبر ہیں اللہ نے اپنے کرم کے سارے خزانے اور اپنی نعمت کے سارے دسترخوان حضور کے قبضے اور اختیار میں دے دیے ہیں، جسے جو چاہیں عطا فرمائیں۔

حضرت شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "اشعة اللمعات" میں فرمایا:

"کار ہمہ بدست ہمت وکرامت اوست صلی اللہ علیہ وسلم ہر چہ خواہد ہر کرا خواہد باذن پروردگار خود می دہد۔" [۴]

سارا کام حضور کے اختیار میں ہے، جس کو چاہیں، جو چاہیں اللہ کے اذن سے عطا فرمائیں۔

---

[۱] بخاری شریف، ص: ۲۸، ج: ۲

[۲] مسند امام احمد، ص: ۳۲۸، ج: ۳

[۳] جوهر منظم، ص: ۲۴

[۴] اشعة اللمعات

یہی وجہ ہے کہ صحابۂ کرام نے حضور سے مانگا۔ صحاح ستہ میں یہ روایت موجود ہے کہ ایک صحابی سے حضور نے ارشاد فرمایا:

"سلنی ما شئت" مجھ سے تمہارا جو جی چاہے مانگو۔

انھوں نے کہا:

"اسئلک مرافقتک فی الجنة." میں آپ سے یہ مانگتا ہوں کہ آپ کے ساتھ جنت میں رہوں۔

اگر آپ اس مسئلے کی پوری تحقیق چاہتے ہیں تو کتاب "الامن والعلی" کا مطالعہ کریں۔

(۲) بے شک اللہ عزوجل سب کا حامی وناصر ہے مگر اس نے اپنے فضل وکرم سے اپنے بندوں میں سے بعض کو بعض کا حامی بنایا ہے۔ ماں باپ اولاد کے حامی وناصر ہیں اور جب ماں باپ بوڑھے اور کمزور ہو جاتے ہیں تو اولاد ان کی حامی وناصر ہوتی ہے۔ ایک دوست دوسرے دوست کا حامی وناصر ہوتا ہے، بادشاہ حکام ورعایا کے حامی وناصر ہوتے ہیں، نبی اپنی امتوں کا حامی وناصر ہوتا ہے۔ عہدِ رسالت میں قحط پڑا، لوگ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: "این فرار الخلق الا الی الرسول." مخلوق سوائے رسول کے اور کہاں پناہ لیں۔ قیامت کے دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حامی وناصر ہوں گے۔ اس کے لیے بھی "الامن والعلی" کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اللہ تعالیٰ کو "میاں" کہنے کی اجازت نہیں

مسئولہ: عزیز الرحمٰن، مقام بڑسرا بازار، والی مسجد، غازی پور، ۱۸ر رجب ۱۴۱۳ھ

مسئلہ اللہ تعالیٰ کو اللہ میاں کہنا کیسا ہے، جائز ہے یا نہیں، جائز ہے تو کس کتاب میں ہے اور اگر جائز نہیں تو کس کتاب میں اس کا ثبوت ہے قرآن وحدیث سے مطلوب ہے صفحہ نمبر کے ساتھ۔

الجواب

اس بارے میں متقدمین کی کتابوں میں کچھ نہیں، مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنے فتاویٰ میں فرمایا ہے کہ اللہ عزوجل کو میاں کہنا منع ہے، وجہ یہ ہے کہ میاں کے تین معنی ہیں، مالک، شوہر، زنا کا دلال۔ اور جس لفظ کے چند معنی ہوں اور کچھ معنی خبیث ہوں اور وہ لفظ شرع میں وارد نہ ہو تو اس کا اطلاق اللہ عزوجل پر منع ہے۔ علامہ شامی نے فرمایا: "ایھام معنی المحال کاف للمنع."[۱]

اس کی مثال راعنا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات صحابۂ کرام جب اچھی طرح سن نہ

[۱] رد المحتار، ج:۹، ص:۵۶۷، کتاب الحظر والاباحة، باب الاستھزا.

پاتے، یا سمجھ نہ پاتے تو عرض کرتے، راعنا، یعنی ہماری رعایت فرمائیے۔ یہود کی لغت میں راعِنا کے معنی بے وقوف کے ہیں، یہود بھی راعنا راعِنا کہنے لگے اور وہ اس معنی خبیث کی نیت سے کہتے۔ اللہ عز وجل نے راعِنا کہنے سے صحابۂ کرام کو منع فرمایا، حکم ہوا اُنظُرنَا کہو۔ اسی طرح یہاں بھی خطرہ ہے۔ آپ اللہ عز وجل کو میاں کہیں، آپ کی نیت مالک کی ہوگی، لیکن کوئی دہریہ بے دین، دوسرے خبیث معنی کی نیت سے کہے تو کون روکے گا، وہ کہہ دے گا کہ آپ بھی تو کہتے ہیں، اس لیے ایسے الفاظ کے استعمال کی اجازت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اللہ تعالیٰ کے لیے ”تاسف کرنا، افسوس کرنا وغیرہ“ کا استعمال کرنا کیسا ہے؟

مسئولہ: حکیم نثار احمد مکتبِ اسلامیہ، پیگاپور، پلہی پور سلطان پور، یو. پی. ۲۸/ ذوقعدہ ۱۴۱۰ھ

مسئلہ ① جیسا کہ علمائے اہلِ سنت نے اپنی تحریروں اور تقریروں سے قرآن حکیم و حدیثِ نبوی کی روشنی میں واضح کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے لفظ ”میاں“ استعمال کرنا حرام ہے کہ اس کے کئی معنی میں توہین کے پہلو ہیں۔ بلاشک ہر ایمان والا اسے قبول کرتا ہے۔ (اس ضمن میں) دریافت طلب امر یہ ہے کہ لفظ ”مولیٰ“ جو کہ اللہ تعالیٰ کے لیے قرآن مجید میں بہ صراحت مستعمل ہے، اس کے کئی معنی ایسے ہیں جو کہ ہم جیسے ناخواندہ و ناقص العقل کے نزدیک خداوند کے لیے زیبا نہیں، جیسے مولیٰ بہ معنی آزاد کردہ غلام، حلیف، چچازاد برادر، وارث، وغیرہ۔ لہٰذا شرعی نقطۂ نظر سے مذکورہ لفظ کی وضاحت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

② زید نے اپنی کتاب میں قرآن شریف کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تاسف کا اظہار فرماتا ہے، تو کیا اللہ تعالیٰ کے لیے تاسف کرنا، افسوس کرنا، غم کھانا وغیرہ استعمال کرنا جائز ہے؟

الجواب

① اللہ عز وجل پر لفظ ”میاں“ کے اطلاق کو حرام کسی نے بھی نہیں لکھا ہے، صرف ممنوع لکھا ہے۔ ہر ممنوع حرام نہیں ہوتا۔ ممنوع مکروہ تنزیہی کو بھی شامل ہے۔ بلکہ حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہ نے اپنے فتاویٰ میں تصریح فرمائی ہے: ”گناہ نہیں مگر یہ لفظ اس کی جناب میں بولنا برا ہے۔ اس کی شان و عزت کے لائق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔“(۱)

مجددِ اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فتاویٰ رضویہ میں لکھا: ”سوال میں اسم جلالت کے ساتھ لفظ ”میاں“ مکتوب ہے۔ یہ ممنوع و معیوب ہے اور زبان اردو میں ”میاں“ کے تین معنی ہیں جن میں دو اس پر محال ہے اور شرع سے ورود نہیں۔ لہٰذا اس کا اطلاق محمود نہیں۔“(۲)

---

(۱) فتاویٰ مصطفویہ، ص: ۳۲

(۲) فتاویٰ رضویہ، ج: ششم، ص: ۲۹

الملفوظ میں ہے: ”تو جب لفظ دو خبیث معنوں اور ایک اچھے معنی میں مشترک ٹھہرا اور شرع میں وارد نہیں تو ذات باری پر اس کا اطلاق ممنوع ہوگا۔“(۱)

ان دونوں عبارتوں سے ظاہر ہوا کہ ممنوع ہونے کی دو علت مشترک ہے۔ ایک یہ کہ اس کے بعض معنی محال ہوں، دوسرے یہ کہ وہ شرع میں وارد نہ ہو۔ اب اگر کوئی لفظ ایسا ہو کہ اس کے بعض معنی کا اطلاق باری تعالی پر محال ہو اور شرع میں وارد ہو تو وہ ممنوع نہ ہوگا۔ لفظ مولیٰ چوں کہ شرع میں وارد ہے تو اگر چہ اس کے بعض معنی کا اطلاق باریِ تعالیٰ کی ذات پر محال ہے، شرع میں وارد ہونے کی وجہ سے اطلاق درست ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) اللہ تعالیٰ کے لیے یہ کہنا کہ اس نے افسوس کیا، اس معنی کر صحیح ہے کہ وہ از راہِ ترحم فرما رہا ہے۔ مثلاً باپ نے بیٹے کو کچھ دیا، بیٹے نے لینے سے انکار کر دیا یا چیز لے کر ضائع کر دی، اس پر باپ نے کہا افسوس، اس نے نہیں لیا۔ افسوس، اس نے ضائع کر دیا۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اللہ تعالیٰ کو ”میاں“ کہنا کیا ناجائز و گناہ ہے؟

مسئولہ: قاضی اطیعوا الحق عثمانی، موضع علاء الدین پور، پوسٹ سعد اللہ نگر، ضلع گونڈہ، ۶ محرم الحرام ۱۴۰۸ھ

مسئلہ ایک مفتی صاحب نے اپنی کتاب میں تحریر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اللہ میاں ہرگز نہیں کہنا چاہیے ”سخت ناجائز و گناہ ہے“۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان سے بھی اس بارے میں سوال ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو اللہ میاں کہنا درست ہے یا نہیں۔ جواباً تحریر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ، اللہ عز وجل، اللہ عز جلالہ، اللہ سبحانہ، اللہ جل شانہ وغیرہ کہنا چاہیے، میاں نہ کہنا چاہیے۔ عوام میں یہ لفظ بولا جاتا ہے، اس سے انھیں احتراز کرنا چاہیے۔ تفصیل کے لیے احکامِ شریعت دیکھیں، اس میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے مفصل تحریر فرمایا ہے، گناہ نہیں مگر یہ لفظ اس کی جناب میں بولنا برا ہے، اس کی شان وعزت کے لائق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۲)

اس فقیر پر تقصیر نے یہ مسئلہ تلاش کیا، نہ مل سکا البتہ ملفوظ میں حسب ذیل صراحت موجود ہے۔

عرض:- حضور، اللہ میاں کہنا جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد:- زبان اردو میں لفظ میاں کے تین معنی ہیں، ان میں سے دو ایسے ہیں جن سے شان الوہیت پاک ومنزہ ہے اور ایک کا صدق ہو سکتا ہے تو جب لفظ دو خبیث معنوں اور ایک اچھے معنی میں مشترک ٹھہرا اور شرع میں وارد نہیں تو ذات باری پر اس کا اطلاق ممنوع ہوگا۔ اس کے ایک معنی مولا، اللہ تعالیٰ بے شک مولا ہے۔ دوسرے، شوہر، تیسرے زنا کا دلال کہ زانی اور زانیہ میں متوسط ہو۔ (۳)

---

[۱] الملفوظ، حصہ اول، ص: ۱۱۶

[۲] فتاویٰ مصطفویہ، حصہ اول، ص: ۳۰

[۳] الملفوظ، حصہ اول، ص: ۱۱۶، مطبوعہ رضوی کتاب خانہ

حضور مفتیِ اعظم ہند علیہ الرحمہ کے فتویٰ سے ظاہر ہے کہ گناہ نہیں مگر یہ لفظ اس کی جناب میں بولنا برا ہے، اس کی شان وعزت کے لائق نہیں اور یہ مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ سخت ناجائز وگناہ ہے۔ لہٰذا حضور والا سے نیاز مندانہ گزارش ہے کہ اس مسئلہ میں اپنی تحقیق انیق سے مطلع فرمائیں تا کہ تشفی ہو جائے۔

الجواب

آپ کے لیے ضروری یہ تھا کہ یہ سوال انھیں مفتی صاحب کی خدمت میں پیش کرتے، وہ اس کو اچھی طرح حل کر سکتے تھے اور جس بنیاد پر انھوں نے اس کو ناجائز وگناہ کہا ہے اس کو واضح فرما دیتے، مجھے بھی یاد نہیں پڑتا کہ احکامِ شریعت میں کہیں یہ مسئلہ مذکور ہے، فتاویٰ رضویہ جلد ششم، ص: ۱۲۰ میں بھی وہی ہے جو الملفوظ میں ہے۔ یعنی اطلاق ممنوع ہے۔ بہر حال حضرت مفتیِ اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ نے جب تصریح فرما دی کہ گناہ نہیں تو اس خادم کا بھی یہی فیصلہ ہے۔ اس کی وجہ ظاہر ہے کہ مسلمانوں میں یہ عام طور پر رائج ہے، اسے گناہ کہنے سے لازم آئے گا کہ تمام مسلمان گنہ گار ہوں، بغیر نص صریح کے ایسا قول کرنا جس سے عام مسلمانوں کا گنہ گار ہونا لازم آئے، اچھی بات نہیں، پھر ایک خاص بات یہ ہے کہ بعض ایسے الفاظ جو دو ایسے معنی میں مشترک ہوں جن میں ایک کا اطلاق باریِ تعالیٰ پر درست ہو اور دوسرے کا کفر خود قرآن کریم اور احادیث میں وارد ہے، مثلاً مولا، اس کے ایک معنی ہیں آقا کے اور دوسرا ہے آزاد شدہ غلام کے، مگر چوں کہ شریعت میں وارد ہے اس لیے منع نہیں اور میاں وارد نہیں اور اس میں ایہامِ تحقیر ہے۔ اس لیے ممنوع ہونا چاہیے، مگر گناہ نہیں ہونا چاہیے ورنہ شریعت میں مولا کا اطلاق ذات باری پر نہ ہوتا۔ هذا ما ظهر لی والعلم بالحق عند ربی و علمه جل مجده اتم و احکم، واللّٰه تعالیٰ اعلم.

یہ کہنا کفر ہے کہ جہاں دس وہیں خدا ہے

مسئولہ: غلام الدین، راج محل، انیس الغربا، بانسہ پارہ، بیر بھوم، بنگال۔ ۲۷؍ ربیع الاول ۱۴۱۹ھ

مسئلہ زید عالمِ دین و مفتی صاحب ہیں۔ دورانِ تقریر انھوں نے کہا ''جہاں 'دس' وہیں خدا ہے۔'' بہ شانِ حدیث ایسے جملے کے استعمال سے زید شرعاً مجرم ہے یا نہیں۔ اگر شرعاً مجرم نہیں تو پھر مفہوم جملہ، بشان حدیث چہ معنی دارد، واضح کریں۔ اگر شرعاً مجرم ہے تو کس طرح حکم نافذ ہوگا۔ قرآن و احادیث و اقوالِ فقہا کی روشنی میں واضح کریں۔

الجواب

یہ کہنا کہ جہاں دس وہیں خدا، کلمۂ کفر ہے۔ کیوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے لیے مکان ثابت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مکان سے منزہ ہے۔ حدیقۂ ندیہ طریقۂ محمدیہ میں ہے: ولو قال هٰکذا بالفارسية: نه مکانی زتو خالی نه تو در هیچ مکانی فهٰذا کفر لأن نسبة المکان الی اللّٰه وهو یقتضی الجسمية فی

حقه تعالىٰ والجسمية تقتضى الحدوث وهو محال عليه تعالىٰ.[1] اس قائل پر توبہ، تجدیدِ ایمان اور بیوی والا ہے تو تجدیدِ نکاح لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اللہ تعالیٰ کو فدائے محمد کہنا کیسا ہے؟

مسئولہ: مولوی حکیم نثار احمد، پیگاپور، پلہی پور، سلطان پور، یوپی

مسئلہ یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ فدائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم وشیدائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے شرعاً کیسا ہے؟

الجواب

اللہ عزوجل کو "فدائے محمد" کہنا کفر ہے۔ فدا کے اصل معنی ہیں اپنی جان دے کر کسی کو بچانا۔ اللہ تعالیٰ حی قیوم ہے، اس کے لیے موت نہیں۔ نیز جان دے کر دوسرے کو اس وقت بچایا جاتا ہے جب کہ جان بچانے والا کسی اور ترکیب سے جان بچانے سے عاجز ہو۔ اور اللہ تعالیٰ معجز ہے اسے عاجز ماننا کفر ہے۔ اور شیدائے محمد کہنا بھی جائز نہیں کہ اس میں معنیٔ سوء کا احتمال ہے۔ شیدا کا معنی آشفتہ، فریفتہ، مجنون، عشق میں ڈوبا ہوا، عاشق ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام باتوں سے منزہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کلمۂ حق کو کفر سمجھنا کفر ہے

مسئولہ: محمد اسماعیل نقش بندی، مہوراچھپر، ضلع دیوریا، یو. پی.۔ ۲۰/صفر ۱۴۱۴ھ

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ بکر اٹھتے بیٹھتے اچانک "ارے اللہ" کہہ دیتا ہے اور پھر سوچ کر شرمندہ ہوتا ہے کہ یہ کلمۂ کفر ہے، لیکن پھر گرتے پڑتے زبان سے وہی کلمہ نکل جاتا ہے۔ بکر گنہ گار ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب

گنہ گار ہی نہیں زید اب مسلمان ہی نہ رہا۔ ارے اللہ کہنا کفر نہیں۔ ایک کلمۂ حق کو کلمۂ کفر سمجھا اس لیے وہ کافر ہو گیا ہے۔ اس پر فرض ہے کہ فوراً توبہ کرے، کلمہ پڑھ کر پھر سے مسلمان ہو، بیوی ہو تو اس سے دوبارہ نکاح کرے۔

حضور محدث اعظم ہند کے ایک شعر کی توضیح

مسئولہ: محمد ادریس، پیگاپور، پلہی پور، سلطان پور، یو. پی.۔ ۲۱/ربیع الاول ۱۴۱۵ھ

مسئلہ حضور محدث اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر ؎

وہ خدا ہے جو ہمیشہ رہا آپ ہی آپ — دوسرا کوئی نہیں پیدا آپ ہی آپ

---

[1] حديقه نديه شرح طريقه محمديه، ج:اول، ص:۲۰۵

کسی شرعی قباحت کا حامل تو نہیں۔ زید کہتا ہے کہ پیدا لفظ کا اطلاق اس شعر میں ذاتِ خدا پر ہی عائد ہوتا ہے، لہٰذا کفر ہے، تو کیا زید کا کہنا درست ہے؟

الجواب

اس شعر میں کوئی شرعی نقص نہیں۔ زید الٹی بات کہتا ہے۔ اس شعر میں پیدا ہونے کا اطلاق باریِ تعالیٰ پر ہرگز نہیں، بلکہ اس کی نفی کی گئی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

''پیارے اللہ'' کہنا کیسا ہے؟

مسئولہ: محمد زکریا اعظمی، دیوگاؤں، یو. پی.۔ ۲۰ر ذی الحجہ ۱۴۰۳ھ

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علماے دین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ زید نے دعا مانگتے ہوئے یوں کہا (پیارے اللہ ہم سب کے گناہوں کی مغفرت فرما) پیارے اللہ کہنا صحیح ہے یا غلط؟

الجواب

اس طرح دعا مانگنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ پیارے کے معنی محبوب کے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے: اَحَبَّ اِلَیۡکُمۡ مِّنَ اللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ.[1] اور فرمایا: اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ.[2] واللہ تعالیٰ اعلم۔

اللہ عزوجل مخلوق نہیں خالق ہے

مسئولہ: محمد عبد الغفور، جامعہ نظامیہ حیدرآباد (اے. پی.) ۲۱ر ذوقعدہ ۱۴۰۶ھ

مسئلہ ایک غیر مسلم نے مسلم پر اعتراض کیا: خدا کیسا ہے (صورت شکل میں) اور وہ کس چیز کا بنا ہوا ہے؟

الجواب

اللہ مخلوق نہیں کہ کسی چیز سے بنا ہو، وہ ہر چیز کا بنانے والا خالق ہے، وہ شکل وصورت سے منزہ ہے۔ لیس کمثلہ شيء. واللہ تعالیٰ اعلم۔

اللہ عزوجل کے لیے تساہل وتغافل کا استعمال

مسئولہ: شیخ احمد کانکیر، ضلع بستر، (ایم. پی.) ۲۰ر ذی الحجہ............

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیانِ شرعِ متین مسائلِ ذیل میں:

---

[1] قرآن مجید، سورۃ التوبہ، آیت: ۲۴، پ: ۱۰

[2] قرآن مجید، آلِ عمران، آیت: ۳۱، پ: ۳

① زید نے اپنی تقریر میں کہا کہ چوں کہ ہم لوگ اللہ تعالیٰ کے حکموں سے غافل ہیں اور سستی برتتے ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ بھی ہم سے تساہل وتغافل برتتا ہے؟

② حضور نے فرمایا ہے کہ: علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل. میری امت کے لوگ انبیاے بنی اسرائیل کی طرح ہیں، جو کام وہ کرتے تھے وہ اب ہمیں کرنا ہیں اور جو مرتبے انھیں ملیں گے وہ ہمیں ملیں گے؟

③ زید کے مذکورہ اقوال سے اللہ ورسول کی شان میں گستاخی اور بدعقیدگی کا اظہار ہوتا ہے یا نہیں، جب کہ باوجود بار بار کے اس نے اس سے توبہ ورجوع نہ کیا ہو، ایسے شخص کو امام بنانا اور مسلمانوں کو اس سے تعلقات رکھنا کیسا ہے، بینوا توجروا۔

الجواب

① اللہ عزوجل پر تساہل اور تغافل کا اطلاق کفر ہے۔ تساہل کے معنی عرف عام میں سستی کرنے کے ہیں۔ اور تغافل کے معنی غفلت کرنے، غافل ہونے کے ہیں۔ اللہ عزوجل ان دونوں سے پاک ہے۔ قائل پر توبہ اور تجدیدِ ایمان اور بیوی والا ہے تو تجدیدِ نکاح بھی لازم ہے۔ درمختار میں ہے: ”وما فيه خلاف يومر بالتوبة و تجديد النكاح.“[1] ہماری کرتوتوں کی وجہ سے ہمیں نعمتوں سے محروم کرنا نہ تساہل ہے نہ تغافل بلکہ یہی تقاضاے عدل بلکہ بہ نظر دقیق رحمت ہے کہ اس سے متنبہ ہو کر اللہ عزوجل کی طرف رجوع کریں، اس سے ڈریں، اس کے احکام کی پابندی کریں۔ تساہل وتغافل اس وقت ہوتا کہ اس پر واجب ہوتا کہ وہ ہمیں انعام واکرام کرے اور نہ کرتا۔ اس پر کچھ واجب نہیں۔ عقائد میں تصریح ہے: لا یجب علیه شیٔ. روزمرہ کا محاورہ دیکھ لیجیے۔ ایک شخص کے چند ملازم ہیں، کچھ ایسے ہیں جو اپنے کام مستعدی سے کرتے ہیں، انہیں مشاہرہ، انعام واکرام سب ملتا ہے۔ کچھ کاہل کام چور ہیں، انھیں انعام واکرام تو ملتا ہی نہیں وہ مالک کے معتوب رہتے ہیں۔ ان ملازمین کو انعام واکرام نہ دینے کو کوئی تساہل وتغافل نہ کہے گا، بلکہ یہی اس بات کی دلیل ہے کہ مالک نہ سست ہے نہ غافل، بہت چاق وچوبند ہے۔ ہر ملازم پر کڑی نظر رکھتا ہے، جو جیسا ہے اس سے ویسا برتاؤ کرتا ہے۔ بلاتمثیل اللہ عزوجل کسی بندے سے، اس کے کرتوتوں سے غافل نہیں: وما اللّٰہ بغافل عما تعملون. سب کے سب احوال جانتا ہے۔ اپنی حکمت سے جسے جو دینا مناسب جانتا ہے دیتا ہے۔ اسے کوئی تساہل وتغافل نہیں کہہ سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

② اس جاہل نے پہلے تو حدیث کا ترجمہ غلط کیا۔ حدیث میں ہے: علماء امتی. اور ترجمہ کیا ”میری امت کے لوگ“ یہ حدیث کی تحریف ہے۔ اور اس کی گم راہی یا جہالت۔ اور یہ کہنا کہ جو مرتبہ انھیں ملیں گے ہمیں ملیں گے، کفر۔ کوئی امتی کتنا ہی ترقی کر جائے کسی نبی کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتا۔ شرح عقائد میں ہے: ”ان

[1] در مختار، ج:٦، ص:٣٩٠، کتاب الجهاد باب المرتد مطبع زكريا

الولی لا یبلغ درجة النبی."(۱) اس لیے اس کی امید کرنی کہ ہمیں بھی وہی مرتبے ملیں گے، جو انبیاے بنی اسرائیل کو ملیں گے، بلاشبہہ کفر ہے۔ اس قول کی وجہ سے بھی اس قائل پر توبہ وتجدید ایمان ونکاح واجب ہے۔ اس قائل نے توبہ وتجدید ایمان ونکاح سے انکار کر دیا، اس لیے اس سے میل جول، سلام کلام بند کر دیں، اس کے پیچھے ہرگز ہرگز نماز نہ پڑھیں۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنی ایسی ہے جیسے قضاء بلکہ اس سے بھی بدتر۔

حدیث میں بدمذہبوں کے بارے میں فرمایا: "ایاکم و ایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم."(۲) ان سے دور رہو، ان کو اپنے سے دور رکھو، کہیں وہ تم کو گم راہ نہ کر دیں، کہیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔

اور فرمایا: "لا تجالسوھم ولا تشاربوھم ولا تواکلوھم."(۳) نہ ان کے ساتھ بیٹھو، نہ ان کے ساتھ کھاؤ، نہ پیو۔

اور فرمایا: "ولا تصلوا علیھم ولا تصلوا معھم."(۴) ان کی نمازِ جنازہ نہ پڑھو اور نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ کہنا کہ جب ہر کام اللہ کے حکم سے ہوتا ہے تو بندہ مستحق سزا کیوں

مسئولہ: محمد عبد الغفور، جامعہ نظامیہ حیدر آباد (اے. پی.) ۲۱ ر ذو قعدہ ۱۴۰۶ھ

مسئلہ جب ہر کام خدا کے حکم سے ہوتا ہے تو پھر بندے کو سزا کا مستحق کیوں قرار دیا جاتا ہے؟

الجواب

یہ غلط ہے کہ ہر کام اللہ کے حکم سے ہوتا ہے، اللہ عزوجل نے گناہ سے منع فرمایا ہے۔ بندے کو ایک گونہ اختیار دیا ہے، اچھے برے میں امتیاز کے لیے عقل دی ہے بندہ اپنے اختیار سے گناہ کرتا ہے اس لیے سزا کا مستحق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بہارِ شریعت کی عبارت کی توضیح، اہلِ کتاب کسے کہتے ہیں؟

مسئولہ: محمد اسرائیل اشرفی، طیب آباد، مالیگاؤں، ضلع ناسک، مہاراشٹر، ۲ ر صفر ۱۴۱۵ھ

مسئلہ بہارِ شریعت حصہ اول ایمان وکفر کا بیان۔ اس میں یہ عبارت لکھی ہے کہ شرک کی تعریف میں کہ

[۱] شرح عقائد، ص: ۱۱۸، کتاب العقائد

[۲] مشکوٰۃ شریف، ص: ۲۸، باب الاعتصام بالسنة، مطبع مجلس برکات اشرفیه

[۳] المستدرك للحاكم، ج: ۳، ص: ۶۳۲

[۴] حواله مذكوره

جس کا حاصل یہ ہے کہ سالک پر وحدۃ الوجود کی تجلی پورے طور سے پڑنے لگتی ہے تو غلبۂ سکر کی وجہ سے اثنینیت دوئی پر امتیاز وتفریق محجوب ہو جاتی ہے۔ البتہ غلبۂ سکر کی بنا پر اسے یہی نظر آتا ہے۔ ''ہمہ اوست'' لیکن جب سالک اس منزل سے آگے بڑھ کر مرتبۂ انتہا پر پہنچتا ہے تو پھر اس پر کھلتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ حاصل یہ کہ تمہیدات کا یہ قول حالتِ سکر میں جب کہ عقلِ تکلیفی محجوب ہو جاتی ہے، صادر ہوا ہے اور اس وقت کے اقوال پر حکم شریعت نہیں، اس لیے کہ وہ عاقل نہیں ہوتے، بلکہ غلبۂ سکر کی بنا پر مجذوب ہو جاتے ہیں اور عقلِ تکلیفی پر پردہ پڑ جاتا ہے اور اجراے احکام کے لیے عقلِ تکلیفی کی بقا ضروری ہے کہ سلطان نہ گیرد خراج از خراب۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

لفظ اللہ، معبود برحق کا علم ہے کسی بندے پر اس کا اطلاق جائز نہیں

حکم شرعی بتانے والے علما کی توہین کرنے کا حکم

مسئولہ: رفاقت اللہ خاں قدیری وحاجی مظفر علی قدیری صاحبان

تمباکو مرچنٹ، بجریا عنایت گنج پرانا شہر، بریلی شریف، ۱۸؍ محرم الحرام ۱۴۰۸ھ

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علماے کرام زیدت فیوضہم المبارکہ در بارۂ سوال ذیل:

۱ زید کہتا ہے کہ ''اللّٰہ میاں'' انسان کے لیے بولنا جائز ہے اور حضرت سرکار مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جو مصدقہ فتویٰ سینتیس سال پہلے ہوا کہ یہ لفظ بندے کے لیے بولنا ناجائز اور حرام اور کفر ہے۔

زید کہتا ہے کہ اس فتوے میں حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تسامح ہوا یعنی غلطی ہوئی ہے، اور جن اکابر علما اور مشائخ نے اس لفظ کے بولنے کو ناجائز وحرام لکھا یا تصدیق کی وہ بھی شرعاً غلط ہے۔ اس لفظ کو انسان پر بولنے میں کوئی حرج نہیں اور جو لوگ اس فتوے پر علما ومشائخ کے فتاویٰ وتصدیقات پر عمل کرتے ہیں یعنی اللّٰہ میاں لفظ انسان پر نہیں بولتے ہیں اور بندے پر اس لفظ کا بولنا حرام سمجھتے ہیں وہ لوگ اندھی تقلید کرنے والے ہیں، اور اسی فتوے کی تصدیق کرنے یعنی شرعی حکم بتانے اور لکھنے کی بنا پر وارث علوم اکابر حضرت علامہ ازہری صاحب قبلہ نوری بریلوی دام ظلہم العالی وحضرت علامہ مفتی مشاہد رضا خان صاحب زیدت فیوضہم کو (شرارت کرنے والے، شوق تکفیر رکھنے والے، اپنی عاقبت کو خراب کرنے والے، اور اپنی قبر میں انگارے بھرنے والے) اور جن سنگھی ٹولہ کہا اور چھاپا۔

۲ زید کے پیر صاحب کی خانقاہ میں اٹھارہ سال سے لاؤڈ سپیکر پر یہ شعر پڑھا جاتا ہے۔

کوئی بدعت سمجھے یا کفراے شیخ حرم ہم تو یوں ہی اللّٰہ میاں کہتے جائیں گے

زید اس شعر کے پڑھنے پر راضی اور ہمیشہ خوش رہا، اور اسی شعر کو پڑھ کر ان تمام علما و مفتیان کا مذاق اڑایا جاتا ہے جنھوں نے لفظ اللّٰہ میاں بندے کے لیے کہنا حرام و ناجائز بتایا۔ اسی باعث زید مذکور سے ایک مفتی صاحب اجتناب اور پرہیز کرتے ہیں اور وہ مفتی صاحب زید کے ساتھ جلسوں میں شرکت سے بھی احتراز و اجتناب کرتے ہیں۔ مفتی صاحب کے اس عمل کو حضرات علماے کرام بالخصوص وارث علوم اکابر حضرت علامہ ازہری میاں صاحب قبلہ نوری دام ظلہم العالی نے درست بتایا جس کی تائید و تصدیق حضرت علامہ حبیب رضا خان صاحب، حضرت علامہ تحسین رضا خان صاحب قبلہ و علامہ و مولانا نعیم اللہ خاں صاحب و فاضل معقولات علامہ مناظر حسین صاحب دامت برکاتہم المبارکہ نے فرمائی۔

لہٰذا حضرت علامہ ازہری صاحب قبلہ نوری بریلوی مدظلہ العالی کا مفتی مذکور کے عمل اجتناب و احتراز کو درست لکھنا اور اس درست لکھنے پر علماے مذکورین کی تائید و تصدیق کرنا صحیح اور حق ہے، یا غلط؟ بینوا و توجروا۔

(۳) زید کی تقریباً اٹھارہ سال سے تسہیل و تالیف و لینت علماے کرام کی جانب سے بامید اصلاح و ہدایت ہوتی رہی، مگر زید بجائے قبول حق و رجوع اپنے اس عمل و اقوال میں اور شدت اختیار کرتا رہا، اگر زید کا یہ عمل بہ حکم شریعت مطہرہ ناجائز و حرام ہے تو اس پر توبہ لازم ہے یا نہیں؟

(۴) اتنی طویل مدت تک تسہیل اور کامل اتمام حجت کے بعد اب زید کو دعوت دے کر اپنے جلسوں میں بلانا اور منبر پر جگہ دینا سنی مسلمانوں کو چاہیے یا نہیں؟

الجواب

(۱)(۲) لفظ اللّٰہ کی طرح اللّٰہ بھی اسم جلالت ہی ہے، دونوں میں صرف طرز ادا کا فرق ہے، معنی کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں پہلے میں اشباع نہیں، دوسرے میں اشباع ہے۔ یہ معبود برحق جل مجدہ کا علم خاص ہے، اس کا اطلاق کسی دوسرے پر کسی تاویل سے جائز نہیں، حرام اشد حرام، گناہ اشد گناہ ہے۔ ارشاد ہے: ”هَلۡ تَعۡلَمُ لَهٗ سَمِيًّا.“(۱) کیا اس نام کا دوسرا جانتے ہو؟

خازن میں ہے:

> ”اللّٰہ هو اسم علم خاص للّٰہ تعالیٰ تفرد به الباری سبحانه وتعالیٰ لیس بمشتق ولا یشرکه فیه احدٌ دلیله قوله تعالیٰ هل تعلم له سمیا یعنی لا یقال لغیره اللّٰہ.“(۲)

اللہ ذات باریِ تعالیٰ کا علمِ خاص ہے، اس نام کا وہ اکیلا ہے، اس نام میں کوئی دوسرا شریک

[۱] سورہ مریم، آیت: ٦٥، پ: ١٦

[۲] خازن، ج: ١، ص: ١٧، فصل فی ذکر فضل سورة الفاتحة، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان

نہیں، اس کی دلیل اس کا ارشاد **هل تعلم له سميا** ہے، یعنی اس کے علاوہ کسی غیر کو اللہ نہ کہا جائے۔

تفسیر مدارک میں ہے:

”هل يسمىٰ احد باسم الله غيره لانه مخصوص بالمعبود بالحق.“[1]

کیا اس کے علاوہ کسی کا نام اللہ ہے، یہ معبود برحق کے ساتھ مخصوص ہے۔

فقہائے کرام نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ جو اسما اللہ عز وجل کے ساتھ خاص ہیں، مخلوق کے لیے ان کا استعمال کرنا کفر ہے۔ مجمع الانہر میں ہے: **”اذا اطلق على المخلوق بالاسماء المختصة بالخالق نحو القدوس و القيوم و الرحمن و غيرها يكفر.“**[2]

شرح فقہ اکبر میں ہے: **”من قال لمخلوق يا قدوس او القيوم او الرحمن كفر.“**[3] یعنی جو کسی مخلوق پر ان اسما کا اطلاق کرے جو خالق کے ساتھ مختص ہیں، جیسے قدوس، قیوم، رحمٰن وغیرہ، کافر ہو جائے گا۔

جب قدوس قیوم، رحمٰن جو اسماے صفات میں سے ہیں کا یہ حکم ہے تو خاص اسمِ جلالت کا حکم بدرجۂ اولیٰ یہی ہوگا۔ عوام بے پڑھے لکھے تک میں بھی آج تک یہ رواج بد نہیں پڑ سکا کہ اگر کسی کا نام عبد اللہ ہو تو معاذ اللہ اُسے اللہ کہیں، جب کہ عبد الرحمٰن وغیرہ اسما میں اس قسم کی غلطیاں عوام کرتے رہتے ہیں۔ مگر اسم جلالت کے بارے میں وہ بھی جانتے ہیں کہ یہ کسی طرح روا نہیں، اسی لیے کسی کا نام عبد اللہ ہو تو اس کو اللہ کبھی نہیں کہتے، مگر جاہل پیروں سے اللہ بچائے۔ دین کو جتنا نقصان ان جاہل پیروں سے پہنچا ہے کسی سے نہیں پہنچا، جو جاہل یہ کہتا ہے کہ اس فتوے میں حضور مفتیِ اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تسامح ہوا، یعنی غلطی ہوئی اس اجہل سے پوچھیے کہ صاحب مجمع الانہر اور حضرت ملا علی قاری کو کیا ہوا، کیا ان حضرات نے بھی غلطی کی ہے، ہمت ہے تو کہہ دے۔

اسی طرح یہ کہنا کہ جو علماے کرام و مشائخ عظام اللّٰہ میاں کے اطلاق کو بندے پر حرام سمجھتے ہیں وہ لوگ اندھی تقلید کرنے والے ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ شخص نورِ بصیرت سے بالکل محروم ہے۔ وہ یہ بتائے کہ عہد رسالت سے لے کر آج تک کسی نے بھی اسم جلالت کا اطلاق کسی مخلوق پر کیا ہے؟ اگر کیا ہے تو ثبوت لائے۔

حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے فتوے کی تصدیق کرنے والے حضرات علماے کرام کو شرارت کرنے والے، شوقِ تکفیر رکھنے والے، اپنی عاقبت کو خراب کرنے والے اور اپنی قبر میں انگارے بھرنے والے، جن سنگھی ٹولہ کہا اور چھاپا اس پر بلا شبہہ توبہ، تجدید ایمان اور بیوی والا ہے تو تجدید نکاح لازم ہے۔ اس لیے کہ حکم شرعی

---

[1] مدارك، ج:۳، ص:۴۱، سورة مريم، آيت:۶۵، اصح المطابع، بمبئی

[2] مجمع الانهر، ج:۲، ص:۵۰۴، كتاب السير والجهاد، باب المرتد، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان

[3] شرح فقه اكبر لملا علی قاری، ص:۲۳۸، اشرفی بك ڈپو